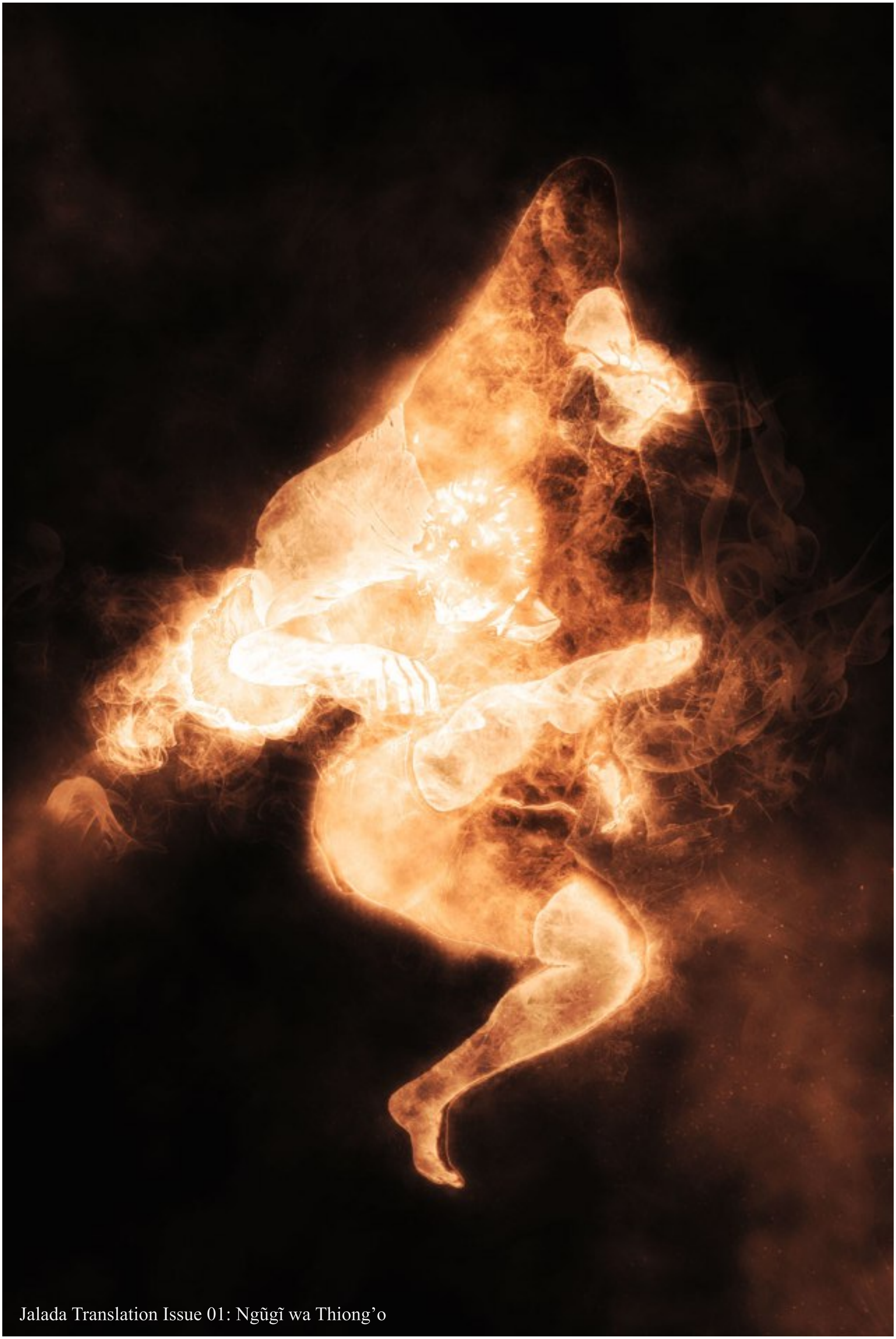
Jalada Translation Issue 01: Ngũgĩ wa Thiong’o

سیدھا کھڑا ھونے کا انقلاب
انسا ن دو پیروں پر کیسے چلے

صدیوں پہلے کی بات ہے کہ انسان اپنے ھاتھوں پیروں کےسہارے چلتے تھے جیسے چوپاھے چلتے ھین۔ انسان خرگوش چیتے اور گینڈے سے زیادہ تیز رفتار ھوا کرتے تھے۔ ھاتھ اور پیر ایک دوسرے کے قریب ھوا کرتےبہ نسبت کسی بھی اورعضو کے۔ ان کے متعلقہ جوڑ جیسے کے شانے اور کولہے کہنیاں اور گھٹنے، ٹخنے اور کلائیاں، ھاتھ اور پاؤں ایک دوسرے سے ہم آہنگ تھے
ھاتھون اور پیروں پر پانچ پانچ انگلیاں ھوتی تھیں اورہر انگلی پر نا خون تھے. ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئیں تھیں. اُن وقتوں میں ھاتھوں کی انگلیاں اور انگوٹھا ایک دوسرے سے جڑےہوئے تھے جسے کہ پاونُ کا انگوٹھا اورپاؤں کی انگلیا ں

ھاتھ اور پیر ایک دوسرے کو اپنا کزن مانتے تھے.
وہ جسم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے مین ایک دوسرے کے مددگار رہتے تھے.
بازار یا دوکان جانا ہو، درختوں پر چڑھنا اترنا ہو یا پہاڑ چڑھنا ھو، یہان تک کہ پانی مین تیرنے کے لیے بھی وہ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے .چاہے پیراکی کرنی ہو یا پانی مین غوطے لگانے ہوں
ان کا آپس کا یہ رشتہ بڑا جمہوری اور مساویانہ تھا
وہ جسم کے دوسرے اعضأ کی صلاحیتوں کو بھی استعمال میں لے سکتے تھے جیسے کے حلق سے آواز، کانوں سے سماعت، آنکھوں سے بصارت اور ناگ سے سونگھنے کی حس.
ان کی اس ہم آہنگی نے دوسرے اعضا کو ان سے حاسد کر دیا تھا، وہ اپنی صلاحیتیں ادھار دینے سے کتراتے لگے.
حسد نے انھیں اندھا کر دیا اور وہ بھول گئے کہ ھاتھ اور پاؤں انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں. بس انھوں نے اِن دونوں اعضا کے خلاف سازشیں شروع کر دیں

زبان نے دماغ سے صلاح کی ، اور فوری طور پر ھاتھون پیروں کی صلاحیتوں کے خلاف گفتگو شروع کر دی
کون زیادہ طاقتور ہے؟؟ اس نے با آواز بلند سوال کیا
اس نے سوچا کہ ھاتھ اور پاؤں اپنے آگے کسی کو نہیں گردانتے ، زبان سے اس کی طاقت گفتار چھین کر خود اپنے اپ کو جسم کے ہر دوسرے عضو سے اہم بتاتے ہیں
یہ سوچ جلد ہی ایک تنازعہ میں بدل گئ.
ھاتھ اور پاؤں جنھوں نے کبھی ایک دوسرے سے الگ ہو کر نہیں سوچا تھا، ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے.
زبان سے بولنے کی طاقت لے کر ایک دوسرے کی صلاحیتوں کو کمتر بتانے لگے، کون جسم کے لیئے زیادہ اہم ہے کی تکرار شروع ہو گئ

جلد ہی بات اس پر آگئ گہ کون زیادہ خوبصورت ہے
بازؤں نے اپنی سڈول شکل اور ھاتھوں کی مخروتی انگلیوں پر ناز کیا ، ساتھ ہی ساتھ انھوں نے پیروں کی انگلیوں کو موٹا اور چھوٹا بتانا شروع کر دیا.
پیر بھی پیچھے نہ رہے. انھوں نے ھاتھوں اور انگلیوں کو سوکھا سڑا کہا اور انھیں فاقہ زدہ قرار دیا
یہ جھگڑا دنوں چلتا رہا، اور اس بات نے ان کی ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیا
آخرکار بات اس پر آگئ کہ کون زیادہ طاقتور ہے.

انھوں نے دوسرے اعضا سے فیصلے کی درخواست کی.
زبان نے مشورہ دیا کہ ایک مقابلہ کرا لیا جائ،
واہ! بہت اچھا مشورہ ہے،سبھی نے اتفاق کیا
لیکن مقابلے میں ہو گا کیا؟
کچھ کی رائتھی کہ پنجہ لڑایا جائ تو کسی نے کہا ہاتھ پیر کی کشتی کر والی جائ
کچھ نے کرتب بازی، تلوار بازی یا پھر دوڑلگوانے کو کہا تو کسی نے شطرنج کی بازی لگوانے کو کہا
مگر ہر طریقے میں کوئ نا کوئ عا ر تھی ، یا تو اس مقابلے کا انتظام کرنا مشکل تھا یا وہ مقابل اعضا کے لیے منصفانہ نہیں تھا

ایک بار پھر زبان نے دماغ کی مہارت استعمال کرتے ہوئ ایک سادہ اور قابل قبول حل تجویز کیا
ہاتھ اور پاؤں دونوں ایک ایک مقابلہ چنیں گے، دونوں ہی فریق اس بات پر تیار ہو گئ
مقابلے کے لیئے جنگل میں دریا کے قریب ایک صاف اور کھلی جگہ چن لی گیئ
جسم کے تمام اعضا ہر خطرے سے نبٹنے کے لیئے چوکنا ہو گئ، کیونکہ یہ ایک اندرونی معاملہ تھا
آنکھوں نے دور تلک کسی بھی معمولی سے خطرے کے آثار کو ڈھونڈھا
کان کسی ہلکی سے ہلکی آہٹ سننے کو تیار تھے
ناک نے اپنے نتھنےصاف کیئے کہ کوئ بھی چیز جو آنکھوں، کانوں کی پہنچ سے بچ نکلی ہو ،اسے سونگھ لیں،اگر وہ دیکھنے والی آنکھوں اور سننے والے کانون سے بچ نکلا ہو.
ہوا نے اس مقابلے کی خبرپورے جنگل میں ۔آسمانوں اور دریاؤں تک پہنچا دی۔

چوپاھے سب سے پہلے جمع ھوئے، زیادہ تر بڑے جانور اپنے ساتھ زیتون کی شاخ امن کی نشانی کے طور پر لے کر آئے ،مجمع میں چھوبٹےبڑے تمام ہی جانور جمع تھے، چیتے شیر گینڈا بھیڑیا، ہاتھی، جیراف، اونٹ، بڑے سینگھوں والی گائے،چھوٹے سینگھوں والی بھینس اور بارہ سنگھا ہرن اور خرگوش۔ پانی مین تیرنےوالے ھیپو، مچھلی، مگرمچھ پانی کے کنارےگردنیں نکالے جمع تھے جب کہ انکے جسم پانی میں تھے۔
دوپیر والے جن میں میں شترمرغ ، تیتر اور مور شامل تھے جوش میں أ کر اپنے پر ہلا رہے تھے۔
چڑیا ں پیڑوں پرچہچھہا رہی تھیں، جھینگر اپنے گانے میں مست تھے۔ مکڑیاں، کیچوے، کنکھجورے اور سونڈیاں درختوں اور زمین پر رینگ رہے تھے۔
گرگٹ خاموش تھے مگھر چوکنّےپن سے داخل ھوے، چھپکلی دائیں بائیں بھاگتی رھی، کسی جگہ دم نہ لیا۔
بندر، گوریلا اوربن مانس درختوں کی شاخوں پہ جھول رہے تھے یہان تک کہ درخت اور جھاڑیاں بھی دھیمے دھیمے جھوم رہے تھے۔ وہ کبھی جھک جاتے کبھی رک جاتے

منہ نے مقابلے کا آغاز اس گانے سے کیا
۔ھم یہ مقابلہ ہنسی خوشی کر رہے ہیں
ھم یہ مقابلہ ہنسی خوشی کر رہے ہیں
ہم یہ مقابلہ ہنسی خوشی کر رہے ہیں
، کیونکہ ھم سب ایک خدا کی مخلوق ہیں۔

ہاتھوں اور پیروں نے مقابلے کا فیصلہ قبول کرنے کا اقرار کیا۔ کوئ ھنگامہ یا ھڑتال نہیں ھوگی۔
ھاتھون نے پہلی للکار دی، انھوں نے لکڑی کا ٹکڑا زمین پر پھینکا اور کہا کے پیر، الگ الگ یا مل کر اس ٹکڑے کو اٹھائیں اور دور پھینک دیں مقابلے کے دوران دونوں پیر آپس مین صلہ مشوارہ کرسکتے ہیں۔ انگوٹھے اور انگلیون

نے ماهرانہ طریقے استعمال کرتے ہوے بھرپور کوشش کی کہ لکڑی کے ٹکڑے کو اٹھا لیں لیکن نہ اٹھا سکے، جہان تک اسکو دھکیلنے کا سوال تھا وہ اسکو کچھ ہی فاصلے تک دھکیل سکے۔ یہ منظر دیکھ کر انگلیوں نے منہ سے آواز ادھار لی اور ہنسی اڑانی شروع کر دی

بازو جنھوں نے یہ چیلنج دیا تھا انہونے اپنے پتلے پن اور خوصوتی کا مظاہرہ کیا اور پھر انھوں نے اس لکڑی کے ٹکڑے کو مختلف طریقوں سے اٹھا کر دیکھایا اور دور جنگل مین پھینک دیا، جس پر تماشائ اور جسم کے اور اعضا سب ہی نے تعریفی آوازیں نکالیں۔ ھاتھون نے دوسری صلاصیتون کا بھی مظاہرہ کیا
چاول کے پیالے میں ریت کےذرے اٹھا کر دکھائے، سوئی میں دھاگہ ڈال کے دیکھایا، لکڑی کے بڑے ٹکڑے کو چرخیوں سے لڑھکایا ، نیزے بنا کے بہت دور پھینک کے دیکھائے .

پیر کی انگلیاں تو ایسی حرکتیں خواب میں ہی کر سکتی تھیں.
پیر اپنے کزنز کی اس لچک اور پھرتیلی پن پر تعجب ہی کر سکتے تھے
ہاتھوں کے اس مظاہرے پر تماشایوں کے بازؤں نے اظہار یکجہتی میں زوردار تالیاں بجا ئیں، یہ دیکھ کر پیر افسردہ ہونے لگے، مگر پھر ہمت پکڑی. وہ بھی ہار ماننے والے نہیں تھے،اگرچہ ذرا اداس بیٹھے تھے.
ان کے انگوٹھے ریت میں لکیریں بناتے ہوئے ، جیتنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے.
آخر کار جب انکی باری آئی ، کہ وہ ھاتھوں اور بازؤوں کو چیلینج کریں تو انھوں نے کہا، ایک آسان سا کام کرو جسم کو اٹھا کر اس دائرے کی ایک جانب سے دوسری جانب لے جاؤ

انگلیوں اور ھاتھوں نے کہا، کیا بیوقوفانہ چیلینج ہے ! مگر مقابلے کے اصولوں کے مطابق انھیں اسے قبول کرنا تھا یہ بھی ایک دیکھنے والا منظر تھا ، جسم سر کے بل ہو گیا، ھاتھ زمین کو چھو رہے تھے ، آنکھیں زمین کے قریب ہؤئیں تو انکی بینائی زمین کے آس پاس تک ہی محدود ہو گئی
مٹی اڑ کر ناک میں جانے لگی اور اسے چھینکیں آنے لگیں
پیر اور پنجے ہوا میں معلق ہو گئے
تماشائیوں نے شور مچا دیا اور ہم آواز ہو کر گانے لگے
نایاؤ نایاؤ جو
ہاکونا مٹاٹا
فواٹا مٹاٹا
ہاکونا مٹاٹا
ٹروکینی انگانی

سب کی توجہ ھاتھوں اور انگلیوں پر مرکوز تھی
جو کچھ ہی دیر پہلے حیرت انگیز ماہرانہ صلاحیتوں کے مالک لگ رہے تھے . اب بالکل کمزور پڑ گئے
چند ہی قدم اٹھانے کے بعد درد سے چلا اٹھے
بازو ڈگمگائے لگے اور توازن کھو بیٹھے، جسم دھڑام سے نیچے جا پڑا
زرا دیر سانس لے کر انھوں نے ایک اور بار کوشش کری
اس دفعہ انھوں نے انگلیوں کو پھیلا کر توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی مگر صرف انگوٹھے ہی اپنے آپ کو کھینچ کر پھیلا سکے، ھاتھوں نے کارٹ وھیل کر کے فاصلہ طے کرنے کی کوشش کری مگر یہ حرکت مقابلے کے اصولوں کے خلاف قرار دی گئی، کیونکہ اس طریقے میں پیروں کو بھی شامل کرنا پڑ رہا تھا.

اس دفعہ پیروں کے ہنسنے کی باری تھی
انھوں نے اپنا قہقہے کو ہاتھوں سے مختلف کرنے کے لیئے حلق کی گہرائی سے قہقہ لگایا تاکہ انگلیوں کی تیز خراش ہنسی سے فرق ہو
اس طنز کو پہچانتے ہوئے انگلیوں اور بازؤں نے ایک اور کوشش کی کہ وہ جسم کو دوسری سمت پہنچا دیں مگر وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے۔ تھک ہار کر انھیں نے ہار مان لی۔

پیر اپنی کھلاڑیانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے بہت خوش تھے، انہوں نے اپنی صلاحیتوں کے مظاہرے کے طور پر لمبی چھلانگ لگا کر اور مختلف رفتار سے دوڑ لگا کر دکھائ
اس دوران انہوں نے جسم کو مہارت سے اٹھائے رکھا
تمام تماشائیوں کے پیروں نے زمین پر جم کر ساتھی پیروں کی ہمت افزائ کی ، اس پر ہاتھں اور انگلیون نے پر زور احتجاج کیا، یہ بھول کے ، یہ مقابلہ انھوں نے ہی شروع کیا تھا۔

اس دوران تمام اعضا اور تماشائیوں نے ایک عجیب بات نوٹس کری کہ انگوٹھے اس دوران اپنی اصلی جگہ واپس نہیں گئے، جسم کو اٹھانے کی کوشش میں وہ انگلیوں سے دور ہو گے تھے اور اب بھی وہیں تھے
مقابل اعضاً جو ابھی تک ہنسنے میں لگے تھے ، ٹھٹھکے اور انھوں نے بھی یہ تبدیلی محسوس کی
انگوٹھوں کے دور ہو جانے سے ہاتھوں کی گرفت بہت بہتر ہوگئ۔ یہ کیا ہوا؟؟
انکی کمزوری انکی طاقت بن گئ۔

جیت اور ہار کی بحث اعضأ کے درمیان دنوں چلتی رہی. باوجود کوشش کے فیصلہ نا ہوسکا کہ فاتح کون ہے
ہاتھوں پیروں کے جوڑے ، دونوں ہی اپنے مقررہ کاموں میں ماہر تھے مگر کوئ بھی ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں تھا
اس موڑ پر پہنچنے کے بعد ایک نئی فلسفیانہ سوچ کا آغاز ہوا
آخر یہ جسم ہے کیا چیز ؟؟انہوں نے سوچا!
اب انہیں احساس ہوا کہ یہ جسم تو ان سب کے ملنے سے بنا ہے. جسم کے اچھا کام کرنے کے لیئے ہر عضو کو اپنی جگہ اپنا کام بہتر طریقے سے کرنا ہے
مستقبل میں ایسے کسی دوسرے فساد سے بچنے کے لیے انھوں نے فیصلہ کیا کہ ہاتھ اور پھر ایک دوسرے سے دور ہی رہیں گے، آج کے بعد جسم سیدھا کھڑا ہو گا
، پیر زمین پر جمے ہوئے اور ہاتھ ہوا میں معلق

جسم اس فیصلے پر تیار تو ہوگیا مگر اس شرط پر کہ بچے چاروں ہاتھوں پاؤں پر ہی چلا کریں گے تاکہ آباؤاجداد کی روایت اور اصلیت کو نہ بھلا دیا جائے
صلاحیتوں کے حساب سے کاموں کی تقسیم کر دی گئی
پیر جسم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائں گے ، اور جب جسم منزل پر پہنچ جائے گا تو ہاتھ اوزار پکڑنے اور اٹھانے کا کام کریں گے
ہاتھ اپنی صلاحیتوں سے اطراف سے کھانے پینے کی چیزوں کو اکٹھا کر کے منہ تک پہنچائیں کے
منہ نے غذا کو چبانے اور معدے تک پہنچانے کی ذمہ داری لی
معدہ خوراک کی تمام غذائیت کو نچوڑ کر جسم کے ہر چھوٹے بڑے حصے تک رگوں کے ذریعے پہنچانے گا اور پھر پیٹ اور آنتیں فضلے کو جسم سے خارج کریں گی، جو پھر زمین میں جزب ہو جایا کرے گا . اس طرح مٹی کو کھاد ملے گی جو اسے زرخیز کرے گی

پھر اس زمین پر پودے اگیں گے، ان پر پھل آئیں گے. ہاتھ انہیں توڑ کر کے منہ تک لے جائیں گے.

ہاں یہی تو زندگی کا نظام ہے!

یہان تک کہ کھیل اور تفریحاں بھی تقسیم کر دی گئیں
گانا بجاتا ہنسی اور گفتگو منہ کے لیے چھوڑ دی گئ۔بھگانا فٹ بال کھیلنا پیروں کا کام قرار پایا،جبکہ کرکٹ اور باسکٹ بال ہاتھوں کے کھیل تھے مگر پیروں کی مدد کے ساتھ
کھیلوں میں پاوں کا بڑا حصہ تھا۔

کاموں کی اس تقسیم نے انسانی جسم کو ایک بہت ہی قابل اعتماد حیاتیاتی مشین بنا دیا۔ یہان تک کہ بڑے سے بڑا جانور بھی اسکے مقابلہ نہیں کرسکتا مگر جسم کے اعضا کو پتہ تھا کہ اس نئ ترتیب میں بھی جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ سر اور دماغ اوپر ہونے کی وجہ سے اپنے اپ کو بہتر سمجھیں بہ نسبت پاؤں کے جو زمین سے لگے ہوے تھے۔ یا پھر وہ مالک تھے اور نیچے کے اعضا انکے نوکر۔ انہونے اصرار کیا کہ طاقت کے معاملے میں سبھی کا برابر کا حصہ ہے۔
اس کو مزید پرزور بنانے کے لیے انہوں نے طے کیا کہ کسی بھی ایک کا دکھ اور سکھ سبھی برابر محسوس کریں گے۔
انہون نے منہ پر واضح کیا کہ وہ جب بھی گفتگو کرے گا تو وہ سارے جسم کو نمائندہ ہو کر نہ کہ صرف اپنا ، انہون نے گایا۔
ہمارے جسم مین کوئی نوکر نہیں
ہمارے جسم مین کوئی نوکر نہیں
ہم میں سے کوئ کسی کا نوکر نہیں۔ ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں
ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔ زبان ہماری آواز ہے
تم مجھ سہارا دو، میں تمہیں سہارا دوں،
ہم ایک تندرست جسم کا حصہ ہیں ، اتفاق مین خوبصورتی ہے
ہم مل کر کے کام کرتے ہیں
ایک تندرست جسم کے لیے
ھم ایک ساتھ کام کرتے ہیں
ایک تندرست جسم کے لیے
اتفاق ہماری طاقت ہے
یہ جسم کا ترانہ بن گیا
جسم اسے اب بھی دہراتا ہے

اس ترانے نے انسانوں کو حیوانوں سے جدا کر دیا اور یہاں سے سیدھا کھڑے ہونے والوں کا انقلاب اور اسے ا رد کرنے والوں کا زوال شروع ہوا۔
باوجود۔ یہ سب دیکھنے کےچوپائوں نے اس تحریک میں شامل نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ یہ ترانہ بالکل فضول ھے۔ منہ کھانے کے لیے بنا ھے۔ گانے کے لیے نہیں
انہوں نے قدرت کے قدامت پرست گروہ میں رہنے کا فیصلہ کیا، اور اپنی پرانی روایت پر چلتے رہے۔

جب انسان اپنےاعضا کئ ہم آہنگی کو سمجھتے ہیں وہ بڑے فائدے میں رہتے ہیں۔ مگر جب وہ اپنے جسم اور دماغ کو ایک دوسرے کے مقابل کر دیتے ہیں کہ کون ایک دوسرے سے بہتر ہے وہ اپنے جانور کزنز کی طرح ہو جاتے ہیں جنھوں نے سیدھے کھڑے ہونے والے انقلابیوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

About the Translators

Neelofer Qadir is a PhD candidate in the Department of English at the University of Massachusetts Amherst. Her dissertation, *Afrasian Imaginaries*: *Global Capitalism and Labor Migration in Indian Ocean Fictions, 1990 — 2015*, curates an archive of literary and visual culture from African and Asian Indian Ocean communities to revise dominant approaches to the Global South that rely on overrepresented colonizer-colonized binaries. Rather, this scholarship demonstrates how the Indian Ocean's transhistorical depth offers an alternative vantage for theorizing migration and transnational un/belonging in the age of neoliberal global capital, troubling the (post)colonial state's teleology of colonized to freedom.

Fauzia Qadir, MD, is a general practitioner based in Arkansas, United States. She has worked in numerous rural farming and factory communities in the Mississippi Delta and the Ozarks. Prior to becoming a medical doctor, Fauzia taught science to students in primary and secondary schools in Pakistan.

Syed Abdul Qadir, MBA, is a lecturer in the School of Business and Management at the University of Arkansas, Pine Bluff. He teaches courses on business ethics, marketing and management, and statistics. Before he and his family migrated to the United States, Syed served in the Pakistani Army's premier intelligence services force, earning a Tamgha-e-Basalat for his contributions.

The Qadirs co-authored this translation. While Neelofer has done translation work in her Swahili and French courses, this is the first translation any of them has made for public viewing. We are grateful to Jalada Africa and Ngugi wa Thiong'o for making possible such opportunities.